



سوال

میں سات برس سے خاوند کے گھر والوں کے ساتھ رہ رہی ہوں، اور اپنے سر کے ساتھ میں موافقت نہیں کر سکی جس کی بنا پر میں نے خاوند سے مطالبہ کیا ہے کہ ہم اس فلیٹ سے کہیں اور منتقل ہو جائیں اسے یہ بات بہت ناگوار گزرتی ہے، اور وہ کہتا ہے کہ میں والدین کے بغیر نہیں رہ سکتا، اور میں بھی ساس اور سسر اور دیور کے ساتھ نہیں رہ سکتی تو کیا میرا یہ مطالبہ بہت بڑا ہے؟ اور اسلام اس معاملہ میں کیا کہتا ہے مجھے جتنی جلدی ہو سکے جواب ارسال کریں، میں برداشت نہیں کر سکتی، اور یہ چاہتی ہوں کہ خاوند میرے ساتھ ایک سعادت کی زندگی بسر کر سکے۔

جواب

بہم قسم کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے، اور دور و سلام ہوں اللہ کے رسول پر، بعد ازاں :

اول :

پہلی بات تو یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خاوند کے اقربا و رشتہ دار اجنبی مردوں کو بیوی کے پاس جانے سے منع فرمایا ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(تم عورتوں کے پاس جانے سے بچو، تو ایک انصاری شخص کہتے لگا : اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ذرا خاوند کے بھائی (یعنی دیور) کے بارہ میں بتائیں؟

تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : دیور تو موت ہے) صحیح بخاری حدیث نمبر (4934) صحیح مسلم حدیث نمبر (2172)۔

لہذا کسی بھی دیور کے ساتھ خلوت جائز نہیں ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ وہ اتنے چھوٹے ہوں جن سے کوئی خطرہ نہ ہو اور ان پر کوئی خطرہ ہو۔

دوم :

دوسری بات یہ ہے کہ خاوند پر واجب ہے کہ وہ بیوی کے لیے ایسی رہائش مہیا کرے جو اسے لوگوں کی آنکھوں اور بارش گرمی و سردی وغیرہ سے بچائے، اور وہ اس میں مستقل طریقے سے رہے جو اس کی ضرورت کو پورا کرتی ہو مثلاً ایک کمرہ اور باورچی خانہ اور لیٹرین ہی کیوں نہ ہو۔

لیکن اگر عقد نکاح کے وقت اگر بیوی نے اس سے بڑی رہائش کی شرط رکھی ہو تو اور بات ہے اور اسے پورا کرنا ضروری ہوگا، اور خاوند کو یہ نہیں چاہیے کہ وہ بیوی پر لازم کرے کہ وہ اپنے کسی دیور کے ساتھ مل کر کھائے۔

خاوند کو چاہیے کہ وہ اپنی استطاعت اور طاقت کے مطابق بیوی کے لیے رہائش تیار کرے جو کہ عرف اور معاشرہ کی عادات اور معیار کے مطابق ہو۔

۱- حافظ ابن حزم رحمہ اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے :

خاوند پر ضروری ہے کہ بیوی کو اپنی استطاعت اور قدرت کے مطابق رہائش دے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :



تم انہیں اپنی طاقت کے مطابق وہاں رہائش پذیر کرو جہاں خود ہیتمے ہو الطلاق (6)۔

ب۔ ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں :

خاوند پر بیوی کے لیے رہائش کا انتظام کرنا واجب ہے ، اس کی دلیل فرمان باری تعالیٰ ہے :

تم انہیں اپنی طاقت کے مطابق وہاں رہائش پذیر کرو جہاں خود ہیتمے ہو الطلاق (6)۔

تو جب مطلقہ یعنی طلاق والی عورت کے لیے رہائش ثابت ہے تو پھر جو نکاح میں ہے اس کے لیے تو بالاولیٰ واجب ہوگی۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

اور ان کے ساتھ لچھے اور بہتر انداز میں بود و باش اختیار کرو۔

اور یہ بات معروف ہے کہ اسے رہائش میں رکھا جائے گا ، اور اس لیے بھی کہ وہ رہائش کے بغیر نہیں رہ سکتی تاکہ لوگوں کی نظروں سے اسے چھپایا جاسکے ، اور پھر اس کے ساتھ تصرف کرنے اور اس سے استمتاع کرنے اور مال و متاع کی حفاظت کے لیے بھی رہائش کی ضرورت ہے جس کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ اھ

دیکھیں المغنی لابن قدامہ المقدسی (237/9)۔

ج۔ کاسانی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں :

اور اگر خاوند اپنی بیوی کو اس کی سوکن کے ساتھ رکھنا چاہے یا پھر اپنے کسی رشتہ دار مثلاً اپنی والدہ ، بہن ، یا دوسری بیوی کی بیٹی اور یا کسی اور رشتہ دار کے ساتھ ، اور بیوی ان کے ساتھ رہنے سے انکار کر دے تو خاوند پر ضروری ہے کہ وہ اسے علیحدہ گھر میں رکھے۔

اور اگر اسے وہ کسی بڑے سے گھر میں ان کے ساتھ رکھے جس میں اس کے لیے بالکل علیحدہ انتظام ہو جو اس کے لیے کافی ہو تو پھر وہ علیحدہ مکان کا مطالبہ نہیں کر سکتی ، اس لیے کہ مال و متاع اور استمتاع کا عدم حصول زائل ہو چکا ہے اور یہ سب کچھ حاصل ہو سکتا ہے۔ اھ۔

دیکھیں کتاب : بدائع الصنائع (23/4)۔

د : ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ بھی کہنا ہے کہ :

خاوند کے لیے جائز نہیں کہ وہ دونوں بیویوں کو ان کے مرضی کے بغیر ایک ہی گھر میں رہائش پذیر کرے چاہے وہ چھوٹی ہو یا بڑی اس لیے کہ ان دونوں پر ضرر ہے کیونکہ دونوں کی آپس میں غیرت اور عداوت ہے ، اور ان دونوں کو ایک ہی گھر میں اکٹھا کرنا اس کو مخاصمت کو اور بجا رنا اور زیادہ کرنا ہے۔

اور پھر یہ بھی ہے کہ جب وہ دونوں میں سے کسی ایک کے پاس رات گزارے گا تو دوسری اس کی کھسر پھسر سے گئی یا پھر اسے دیکھے گی جس سے اس کی غیرت جوش مارے گی اور مخاصمت اور بڑھ گی ، لیکن اگر وہ ایک ہی گھر میں رہنے پر راضی ہو جائیں تو پھر جائز ہے ، کیونکہ یہ ان کا حق ہے اور وہ اسے ترک بھی کر سکتی ہیں۔ اھ

دیکھیں المغنی لابن قدامہ المقدسی (137/8)۔

ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ مقصد نہیں کہ ایک سے ہم بستری دوسری کے سلمنے کی جائے اور یا پھر دوسری سب کچھ سنتی رہے ، بلکہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد تو یہ ہے کہ ایک ہی گھر



میں ان کی رہائش کرنا جائز ہے، وہ اس طرح کہ ایک ہی گھر میں ہر ایک کی باری پر اس کے پاس جائے جہاں پر اسے دوسری نہ دیکھ رہی ہو۔

اور اگر گھر میں ہر بیوی کو علیحدہ علیحدہ سونے کا کمرہ اور باورچی خانہ اور بیت الخلاء وغیرہ تیار کر دے تو یہ کافی ہے، اور اسی طرح اگر ایک ہی گھر میں ہر ایک کے لیے مستقل فلیٹ یا پھر ایک ایک منزل بنا دے یہ بھی کافی ہے۔

احناف علماء میں سے حصکفی رحمہ اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے :

اور اسی طرح بیوی کے لیے رہائش کا انتظام کرنا واجب ہے جو کہ خاوند اور بیوی دونوں کے گھر والوں سے خالی ہو، اور یہ سب کچھ ان کی حالت کے مطابق ہوگا جس میں کھانا پینا، اور لباس وغیرہ کا انتظام ہو اور اس کا گھر علیحدہ ہونا چاہیے جس میں بیت الخلاء وغیرہ بھی ہونا ضروری ہے اور اس کے لیے ایک باورچی خانہ جو کہ اس کی ضروریات پوری کر سکے۔ اھ۔

اور ابن عابدین رحمہ اللہ تعالیٰ اس پر تعلق چڑھاتے ہوئے کہتے ہیں :

کثیف اور مطبوع سے بیت الخلاء اور باورچی خانہ ہے کہ وہ بھی گھر کے اندر ہوں (یعنی اگر کمرہ ہے تو اس میں یہ بھی شامل ہونا ضروری ہے) یا پھر ایسے گھر میں ہوں جہاں پر کوئی اور شریک نہ ہو۔ اھ

دیکھیں الدر المختار (3/599-600)۔

میرا یہ کہنا ہے کہ: کاسانی کے قول "گھر" سے مراد کمرہ پر یہ قول دلالت کرتا ہے کہ اور اگر گھر میں کئی ایک کمرے ہوں تو اس کے لیے وہ ایک کمرہ کو خالی کرے اور اسے بیوی کے لیے علیحدہ گھر بنائے، ان کا کہنا ہے کہ: بیوی کے لیے جائز نہیں کہ وہ دوسرے گھر کا مطالبہ کرے۔ اھ

دیکھیں بدائع الصنائع (34/4)۔

تو اس بنا پر آپ کے خاوند کے لیے جائز ہے کہ وہ آپ کو گھر کے کسی کمرہ میں رہائش پزیر کرے جہاں پر فتنہ اور ان بالغ مردوں سے جو آپ پر حرام ہیں کے ساتھ خلوت وغیرہ کا خدشہ نہ ہو، اور خاوند کے لیے جائز نہیں کہ آپ کو گھر میں باقی دوسرے لوگوں کے کام کرنے پر مجبور کرے، یا پھر یہ کہے کہ آپ ان کے ساتھ کھائیں پئیں۔

اور اگر وہ استطاعت رکھتا ہو تو آپ کے لیے علیحدہ رہائش کا انتظام کرے تو یہ آپ کے لیے لہجھا اور بہتر ہے، لیکن اگر آپ کی ساس اور سسر بوڑھے ہیں اور اپنے بیٹے کے محتاج ہیں اور ان کی خدمت کرنے والا اس کے علاوہ اور کوئی نہیں اور ان کی خدمت وہیں رہ کر کی جاسکتی ہے تو پھر اس پر واجب ہے کہ وہ وہیں رہے۔

اور آخر میں ہم اپنی مسلمان بہن سے گزارش کرتے ہیں کہ آپ صبر کریں اور اپنے خاوند کو راضی کرنے والے اعمال میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور اس کے والدین کی خدمت میں حتی الوسع تعاون کریں حتی کہ اللہ تعالیٰ آسانی پیدا فرمادے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے، آمین یا رب العالمین۔

واللہ اعلم۔

الشیخ محمد صالح المنجد

